

جدید کمپیوٹر ایڈیشن

جمال القرآن

مکمل

مصنفہ

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب خانوی



مع إضافة حواشی جدیدہ

از

قاری سید محمد یامین صاحب

تدری کتب خانہ آرام باغ - کراچی

جدید کمپیوٹر ایڈیشن



جمال القرآن

مکمل

مُصَنَّفَه

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تانویؒ

مع إضافة حواشی جدیدہ

ان

قاری سید محمد یامین صاحبؒ

ناشر

شادی کتب خانہ - آرام باغ - کراچی

کتاب ہذا کی کتابت کے جملہ حقوق بحق
قدیمی کتب خانہ آرام بیغ کراچی محفوظ ہیں

الناشر

قدیمی کتب خانہ
مقابلہ آرام بیغ کراچی

فون: 021-2627608

021-2623782

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
①	ابتدائیہ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۴
②	تمہید..... حضرت قاری محمد یامینؒ	۵
③	پہلا لہجہ..... تجوید کی تعریف	۶
④	دوسرا لہجہ..... تجوید کی ضرورت	۶
⑤	تیسرا لہجہ..... آداب تلاوت	۷
⑥	چوتھا لہجہ..... مخارج حروف (مع نقشہ مخارج)	۷
⑦	پانچواں لہجہ..... صفات حروف	۱۳
⑧	چھٹا لہجہ..... صفات محسنہ جملیہ کے بیان میں	۲۰
⑨	ساتواں لہجہ..... لام کے قاعدوں میں	۲۱
⑩	آٹھواں لہجہ..... راء کے قاعدوں میں	۲۱
⑪	نواں لہجہ..... میم ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں	۲۵
⑫	دسواں لہجہ..... نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں	۲۶
⑬	گیارہواں لہجہ..... الف، واو اور یاء کے قاعدوں میں	۲۹
⑭	بارہواں لہجہ..... ہمزہ کے قاعدوں میں	۳۳
⑮	تیرہواں لہجہ..... وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں	۳۴
⑯	چودھواں لہجہ..... فوائد متفرقہ ضروریہ کے بیان میں	۳۷
⑰	خاتمہ	۴۰

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
 بعد الحمد والصلوٰۃ یہ چند اوراق ہیں ضروریات تجوید میں مسملی بہ جمال القرآن اور
 اس کے مضامین کو ملتبہ بہ لمعات کیا جائے گا۔ محی مکرئی مولوی حکیم محمد یوسف صاحب
 مہتمم مدرسہ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر کتب معتبرہ سے خصوصاً رسالہ ہدیۃ الوحید مؤلفہ قاری
 مولوی عبدالوحید صاحب مدرس اول درجہ قراءت مدرسہ عالیہ دیوبند سے ملقظ کر کے
 بہت آسان عبارات میں جس کو مبتدی بھی سمجھ لیس لکھا گیا ہے۔ اور کہیں کہیں قراءت کے
 دوسرے رسالوں سے بھی کچھ لیا گیا ہے۔ وہاں ان رسالوں کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں اپنی
 یادداشت سے کچھ لکھا ہے وہاں کوئی نشان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ پس جہاں کسی
 کتاب کا نام نہ ہو وہ یا تو ہدیۃ الوحید کا مضمون ہے اگر اس میں موجود ہو، ورنہ احقر کا
 مضمون ہے۔ وباللہ التوفیق وهو خیر عون وخیر رفیق۔

کتبہ

اشرف علی تھانوی ادہمی جفی چشتی غفی عنہ

— مشورہ مفید —

اول اس رسالہ کو خوب سمجھا کر پڑھائیں۔ اور ہر شے کی تعریف اور مخارج و
 صفات وغیرہ خوب یاد کرا دیں۔ اس کے بعد رسالہ تجوید القرآن نظم حفظ
 کرا دیا جائے اور اگر فرصت کم ہو تو رسالہ حق القرآن یاد کرا دیا جائے۔ فقط

کتبہ

اشرف علی غفی عنہ

تمہید جمال القرآن

بعد الحمد والصلوة عرض ہے کہ اگرچہ رسالہ جمال القرآن اس سے پیشتر مطبع بلالی ساڈھورہ و مطبع احمدی لکھنؤ و مطبع انتظامی کانپور وغیرہ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے، مگر بوجہ عدم تکمیل بعض مضامین و عدم اہتمام تصحیح اس کے لیے حواشی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ احقر نے اس کے مضامین کی توضیح و تکمیل اور اغلاط کی تصحیح کے لیے حواشی لکھے تھے۔ لیکن چونکہ عموماً حواشی کی طرف التفات کم ہوتا ہے اور اس صورت میں معتد بہ نفع کی توقع بہت کم تھی، اس لیے حسب ایما و ارشاد حضرت مؤلف علامہ مدنیو ضہم اس نا اہل نے ان حواشی میں سے جو مضامین نہایت ضروری ادا کے متعلق تھے ان کو رسالہ کا جزو بنا دیا۔ اور جو مضامین بطور دلائل و توضیح کے تھے ان کو حواشی میں رکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کر دیا۔ حضرت ممدوح نے تصدیق و تحسین فرما کر طبع و اشاعت کی اجازت عطا فرمادی اور تکمیل مضامین کی مناسبت سے اب اس رسالہ کا لقب جمال القرآن مکمل تجویز فرمادیا۔ اگر ناظرین باقتضائے بشریت کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس نا اہل کی کم فہمی پر محمول فرما کر متنبہ فرمادیں۔ بعد تحقیق اس سے رجوع کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کر دی جائے گی۔ اور اگر کسی کو اصل عبارت (جو کہ تغیر و تبدل و اضافہ سے پہلے تھی) دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ مطابح مذکور کے مطبوعہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ وَالسَّلَام

ہر کہ خواند دعاء طبع دارم زان کہ من بندہ گنہ گارم

کتبہ

احقر محمد یامین غنی عنہ

پہلا المعہ

تجوید کی تعریف

تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی صفات کو ادا کرنا۔ اور اس علم کی حقیقت اسی قدر ہے اور مخارج اور صفات آگے آئیں گے چوتھے اور پانچویں لمعہ میں۔

دوسرا المعہ

تجوید کی ضرورت

تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا کفر کہلاتا ہے۔ اور یہ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا جیسے الْحَمْدُ کی جگہ اَلْهَمْدُ پڑھ دیا، ث کی جگہ س پڑھ دیا یا ح کی جگہ ہ پڑھ دی یا ذ کی جگہ ز پڑھ دی یا ص کی جگہ س پڑھ دیا یا ض کی جگہ ذ یا ظ پڑھ دی یا ظ کی جگہ ز پڑھ دی یا ع کی جگہ ہمزہ پڑھ دیا اور ایسی غلطیوں میں اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ یا کسی حرف کو بڑھا دیا جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں دال کے پیش کو اور ہ کے زیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہی یا کسی حرف کو گھٹا دیا جیسے لَمْ یُولَدْ میں واؤ کو ظاہر نہ کیا اس طرح پڑھا لَمْ یُولَدْ یا ز بر زیر پیش جزم میں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ دیا جیسے اِیَّاكَ کے کاف کا زیر پڑھ دیا یا اِھْدِنَا میں ہ سے پہلے اس طرح ز بر پڑھ دیا اِھْدِنَا یا اَنْعَمْتَ کی میم پر اس طرح حرکت پڑھ دی اَنْعَمْتَ یا اور اسی طرح سے کچھ پڑھ دیا۔ ان غلطیوں کو کُحْن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے (حقیقتہً التجوید) اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے، اور دوسری قسم یہ کہ ایسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حسین ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں ان کے خلاف پڑھا جیسے ر پر جب ز بر یا پیش ہوتا ہے اس کو پُر یعنی منہ بھر کر پڑھا جاتا ہے جیسے الصَّوْا ط کی راء جیسا آٹھویں لمعہ میں آئے گا مگر اس نے باریک پڑھ دیا اس کو کُحْن خفی کہتے ہیں۔ یہ غلطی پہلی

غلطی سے ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے (ہقیقۃً التمجید) لیکن چچنا اس سے بھی ضروری ہے۔

تیسرا المعہ

آدابِ تلاوت

قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ^ط پڑھنا ضروری ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورت سے شروع کرے تو بسم اللہ ضروری ہے، اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت سبج میں شروع ہوگئی تب بھی بسم اللہ ضروری ہے۔ مگر اس دوسری صورت میں سورۃ براءۃ کے شروع میں نہ پڑھے۔ اور بعضے عالموں نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورۃ براءۃ پر بسم اللہ نہ پڑھے۔ اور اگر کسی سورت کے سبج میں سے پڑھنا شروع کیا تو بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے ضروری نہیں لیکن اعوذ اس حالت میں بھی ضروری ہے۔

چوتھا المعہ

مخارجِ حروف

جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کو مخارج کہتے ہیں اور یہ مخارج سترہ ہیں۔ (مخرج ۱): جوف دہن یعنی منہ کے اندر کا خلا اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ واؤ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے الْمَغْضُوْبِ ی جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے نَسْتَعِيْنُ الف جبکہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے

لہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے، کما فی بعض شروح الشاطیۃ ۱۲ زینۃ الفرقان
 معہ چنانچہ کتاب النشراول ص ۲۶۴ میں ہے لاخلاف فی حذف البسملة بین الانفال وبراءۃ
 عن کل من بسمل بین السورتین و كذلك فی الابتداء ببراءۃ علی الصحیح عند اهل
 الاداء ۱۲ ابن ضیاء محب الدین احمد

معہ جمع حرف ویرید حرف الہجاء لاحروف المعنی و هو صوت معتمد علی مقطع
 محقق او مقدر و یختص بالانسان و ضمناً کما فی شرح الجزریۃ ۱۲ زینۃ الفرقان۔

صِراطٌ اور ساکن بے جھٹکے اس لیے کہا کہ زبر زیر پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے والا ہمزہ ہوتا ہے۔ اگرچہ عام لوگ اس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ کے شروع میں جو الف ہے یا بَأْسٌ کے بیچ میں جو الف ہے، یہ واقع میں ہمزہ ہے۔ اور اس تمام کتاب میں ایسے دونوں الفون کو ہمزہ ہی کہا جائے گا، یاد رکھنا۔ اور جس الف اور جس واؤ اور جس یا کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے ان کو حروف مدہ اور حروف ہوائیہ بھی کہتے ہیں۔ پہلا نام اس لیے ہے کہ ان پر کبھی مد بھی ہوتا ہے۔ گیارہویں لمحہ کے بیان میں اس کا پورا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرا نام اس لیے ہے کہ یہ حروف ہوائیہ پر تمام ہوتے ہیں اور جس واؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو واؤ لین کہتے ہیں، جیسے مِنْ حَوْفٍ اور جس یاء ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یاء لین کہتے ہیں جیسے وَالصَّيْفِ پس واؤ لین اور واؤ متحرک کا مخرج آگے سولہویں مخرج کے بیان میں آئے گا اور یاء متحرک کا مخرج آگے ساتویں مخرج کے بیان میں آئے گا۔

(مخرج ۲): اقصیٰ حلق یعنی حلق کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا۔ اس سے یہ حروف نکلتے ہیں ہمزہ اور ہ۔

(مخرج ۳): وسط حلق یعنی حلق کا درمیان والا حصہ۔ اس سے یہ حروف نکلتے ہیں ع اور ح (بے نقطہ والے)۔

(مخرج ۴): ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں: ح اور خ (نقطہ والے)۔ اور ان چھ حرفوں کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

(مخرج ۵): لہات یعنی گویے کے متصل زبان کی جڑ جبکہ اوپر کے تالو سے ٹکرائے۔ اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔

(مخرج ۶): قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر۔ اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں حرفوں کو لہاتیہ کہتے ہیں۔

۱۲۔ مستدین کی اصطلاح میں ہمزہ کو الف بھی کہتے ہیں کافی فتح الباری لہذا ہمزہ کو الف کہنا غلط نہیں گو متاخرین کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ ۱۲۔

۱۳۔ ہوا سے ہونوں سے حلق تک کا خداد جوف مراد ہے ۱۲ زینۃ الفرقان سے فتح اللام و بائے ہوز و آخرفوقانی گوشت پارہ کہ شبیہ بزبان باشد و اور انتہائے کام آدینتہ است کافی حاشیہ منتخب النفاکس ۱۲۔

(مخرج ے): وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو ہے۔ اور اس سے یہ حرف ادا ہوتے ہیں ج۔ ش می جبکہ مدہ نہ ہو۔ یعنی یائے متحرک اور یائے لین اور مدہ اور لین کے معنی مخرج (۱) کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور ان کو حرف شجریہ کہتے ہیں۔
(فائدہ): آگے جو مخرج آتے ہیں ان میں بعضے دانتوں کے نام عربی میں آئیں گے۔ اس واسطے پہلے ان کے معنی بتلائے دیتا ہوں ان کو خوب یاد کر لیں۔ تاکہ آگے سمجھنے میں وقت نہ ہو۔

جاننا چاہیے کہ بیس (۳۲) میں سے سامنے کے چار (۴) دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ دو (۲) اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو (۲) نیچے والوں کو ثنایا سفلی اور ان ثنایا کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو رباعیات کہتے ہیں۔ پھر ان رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت نوک دار ہیں، ان کو انیاب کہتے ہیں۔ پھر ان انیاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں۔ یعنی تین اوپر داہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے داہنی طرف اور تین نیچے بائیں طرف۔ ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے، جن کو نواجذ کہتے ہیں۔ اور ان سب ضواحک اور طواحن، اور نواجذ کو اضراس کہتے ہیں جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں۔ یاد کی آسانی کے لیے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کر دیا ہے وہ لقمہ یہ ہے:

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو	ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس	کہ کہتے ہیں قراء اضراس انہیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ	نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

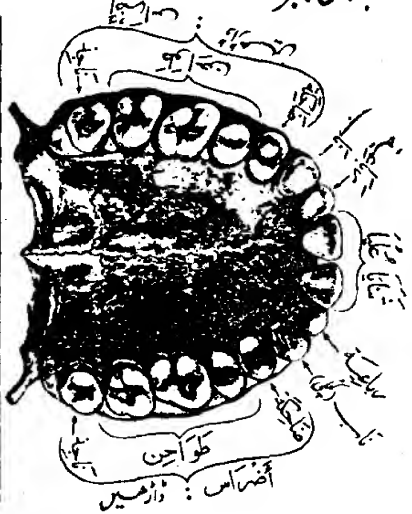
لے ان کا مجموعہ بیس ہے ۱۲ زینۃ الفرقان

لے لخر و جہا من شجر اللقم بسکون الجیم وهو منفتح مابین اللحمین ۱۲ حقیقۃ التمجید
لے یعنی اوپر کی جانب ایک دانت داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے اور اسی طرح نیچے کی جانب دو دانت
ہیں۔ زینت الفرقان

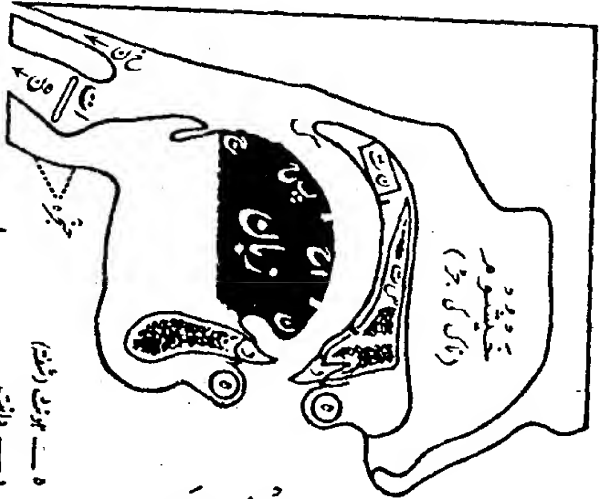
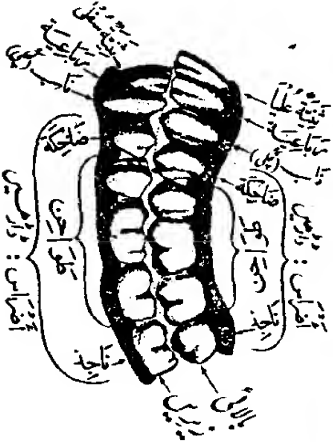
لے انیاب و ضواحک میں بھی وہی تفصیل ہے جو حاشیہ ۴ میں گزری ہے ۱۲ زینت الفرقان
لے پس کل نواجذ چار ہوئے ۱۲ زینت الفرقان

نقشہ مخارج حروف

بالائی جبڑا



پائلی اعضاء جبڑا



اعضاء صوت

- ع — زبان کی جڑ
- ات — آواز کے تار
- ہن — چوکی تال
- خان — خوراک کی تال
- ق — منق

- ہ — ہونٹ (دانت)
- و — دانت
- ط — اگلاست تا گھونٹا اور لٹخا
- سنت — سنت تار اور لٹخا اور لٹخا
- نات — نوز تار اور
- ک — نوز (دھات)
- ن — نوز تار اور لٹخا اور لٹخا
- ہا — نوز تار اور لٹخا
- پہ — زبان اور لٹخا اور

(مخرج ۸): ض کا ہے۔ اور وہ حافہ لسان یعنی زبان کی کر وٹ داہنی یا بائیں سے نکلتا ہے جبکہ اض اس علیا یعنی اوپر کی ڈاڑھ کی جڑ سے لگا دیں۔ اور بائیں طرف سے آسان ہے۔ اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔ مگر بہت مشکل ہے۔ اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں۔ اور اس حرف میں اکثر لوگ بہت غلطی کرتے ہیں۔ اس لیے کسی مشاق قاری سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے۔ اس حرف کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے، ایسا ہر گز نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالی ظاء پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نری کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے، دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی، علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔^۱

۱۔ علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں بشرح مذکور ہے، کہ ظاء معجمہ کی طرح ضاد معجمہ حروف رخوہ میں سے ہے جن کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ آواز برابر جاری رہتی ہے، اور دال ہملہ حروف شدیدہ میں داخل ہے جن کے ادا کرنے میں آواز بند ہو جاتی ہے، پس اگر ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھا جائے گا تو ضاد رخوہ نہ رہے گا بلکہ دال کی طرح شدیدہ ہو کر آواز کا سلسلہ بند ہو جائے گا، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے، کیونکہ ضاد شدیدہ ہر گز نہیں بلکہ ظاء کی طرح رخوہ ہے۔ پس جس طرح کہ ظاء کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اسی طرح ضاد کے ادا کرنے میں بھی آواز برابر جاری رہنی چاہیے، نیز صفت رخوت کے علاوہ ضاد معجمہ دیگر صفات میں ظاء کے ساتھ شریک ہے۔ صرف ایک صفت استطالت میں ظاء سے ممتاز ہے۔ اگر ضاد میں استطالت نہ ہوتی تو ضاد اور ظاء میں کوئی فرق نہ ہوتا اور دال سے تمام صفات میں ممتاز ہے، بجز ایک صفت جہر کے پس عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ جن دو حرفوں میں وجوہ اشتراک زیادہ ہوں وہ تشابہ فی البصوت ہوں گے یا جن میں وجوہ امتیاز زیادہ ہوں وہ باہم تشابہ ہوں گے، اور نقلاً یہ کہ تجوید و قرأت و نقد و تفسیر وغیرہ کی اکثر معتبر کتابوں سے ضاد کا مشابہ ظاء ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ سب روایات کو نقل کرنے سے خوف تطویل مانع ہے۔ اور جو لوگ ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھتے ہیں ان کے پاس کسی معتبر کتاب کی ایک روایت بھی ایسی نہیں معلوم ہوتی جس سے صراحتاً یا کنایتاً ثابت ہو سکے کہ حرف ضاد کا تلفظ عین دال یا اس کے مشابہ ہے، اور باقی جو کچھ بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً کسی بڑے عالم کا پڑھنا یا فقہاء کا ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے منع کرنا یا عموم بلوئی اور اسی طرح کے دوسرے تمام شبہات کا جواب مع دلائل اثبات تشابہ بین الضاد و للظاء رسالہ الاقتصاد فی الضاد مسند منہ جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہ، تمیز رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب میں مفصل مذکور ہے جس کو مطلوب ہو ←

(مخرج ۹): لام کا ہے۔ کہ زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ، جب ثنایا اور رباعی اور انبیا اور ضاحک کے مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہو کر ٹکر کھائے، خواہ داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور داہنی طرف سے آسان ہے۔ اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

(مخرج ۱۰): نون کا ہے۔ اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے۔ مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر یعنی ضاحک کو اس میں دخل نہیں۔

(مخرج ۱۱): راء کا ہے اور وہ نون کے مخرج کے قریب ہے۔ مگر اس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے، ان تینوں حروف کو یعنی لام اور نون اور راء کو طریفہ اور ذلقیہ^۱ بھی کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۲): طاء اور دال اور ناء کا ہے۔ یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اور ان تینوں حروف کو نطعیہ^۲ کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۳): ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے۔ اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا ہے۔ اور ان تینوں حروف کو لثویہ^۳ کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۴): صاد اور زاء اور سین کا ہے۔ اور یہ زبان کا سرا اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے ہے۔ اور ان کو حروف صغیر^۴ کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۵): فاء کا ہے۔ اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔

(مخرج ۱۶): دونوں ہونٹ ہیں۔ اور ان سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ باء اور میم اور

→ اس میں دیکھ لے یہاں پر اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے ۱۲ محمد یامین عفی عنہ۔

لے لِحُرُوجِهَا مِنْ ذَلْوِ اللِّسَانِ (بفتحتین طرف زبان ۱۲) اٰی طرفه (حقیقۃ التجوید) ۱۲ منہ لے لِحُرُوجِهَا مِنْ نِطْعِ النَّارِ مِنَ الْحَنَكِ الْاَعْلٰی اٰی سَقْفِہ ۱۲ حقیقۃ التجوید و درۃ الفرید ۱۲ منہ (نطع بالكسر و فتح الطاء کام شکنہائے کام و غار درون دهن كذا فی المنتخب و قوله من الحنك الاعلیٰ بیان لقوله من نطع النار ۱۲ زینہ۔

لے بالكسر و فتح ثانی و واؤ مکسورہ یا ئے مشدده مفتوحہ. (زینۃ الفرقان) لے صغیر مرغ یعنی چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں چونکہ ان حروف کی آواز مشابہ اس آواز کے ہوتی ہے اس لیے ان کو حروف صغیر کہتے ہیں کما فی نوادر الوصول ۱۲ زینہ

واو جبکہ مدہ نہ ہوں۔ یعنی واو متحرک اور واو لین۔ اور مدہ اور لین کے معنی مخرج (۱) کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں، مگر ان تینوں میں اتنا فرق ہے کہ باء ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے، اس لیے اس کو بحرئی کہتے ہیں اور تمیم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے، اس لیے اس کو بحرئی کہتے ہیں۔ اور واو دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے۔ فاء کو اور ان تینوں حروف کو شفویہ لے کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۷): خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔ اس سے غنہ نکلتا ہے۔ غنہ کا بیان آگے نویں دسویں لمحہ میں نون اور میم کے قاعدوں میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

اور جاننا چاہیے کہ ہر مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حرف لے کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لے آئے جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس کا مخرج ہے۔

پانچواں لمحہ

صفات حروف

جن کیفیتوں سے حروف ادا ہوتے ہیں، ان کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں، اور وہ دو طرح کی ہیں، ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے۔ ایسی صفت کو ذاتیہ اور لازمہ اور میزہ لے اور مقومہ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت نہ رہے۔ اور ایسی صفت کو محسنہ مزینہ محلیہ لے عارضیہ کہتے ہیں۔

لہ بفتح تین و کسر سوم و یائے مشددة مفتوحہ و قال فی الصراح و الحروف الشفویة الباء و الفاء و المیم و لا تقل شفویہ و فی الرضی شرح الشافیہ شفویة و شفویة و ذکر فی القاموس الشفویة فقط و هو الصحیح عندی فان لام الشفة هاء کما فی الصراح و القاموس ۱۲ زینة

لے اس میں یہ شرط ہے کہ یہ حرف صحیح طور سے ادا کیا جائے سوا اس طریق سے مخرج معلوم ہوگا کما فی شرح الجزریة ۱۲ زینة

لے یعنی وہ صفت لازمہ جو مشتبہ الصوت یا متحد فی المخرج حروف میں امتیاز دینے والی ہو اور جن صفات لازمہ سے امتیاز نہ ہو ان کو صفت لازمہ اور غیر میزہ کہتے ہیں۔ ۱۲ ابن ضیاء

لے وجہ التسمیة به ان هذه الصفات فی الجروف تكون لخصوص المحل دون محل ←

پہلی قسم کی صفات سترہ ہیں۔

(۱) ہمسن: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے، ان کو مہوسہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے۔ اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو اور ایسے حروف دس ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فَحَثَّةٌ شَخْصٌ سَكَّتَ۔

(۲) جہر: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے، ان کو مجبورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جائے۔ اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو، اور مہوسہ کے سوا باقی سب حروف مجبورہ ہیں۔ اور جہر دہمس دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۳) شدت: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جائے، اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو۔ ایسے حرف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے۔ أَجْدُكُ قَطَّبْتُ

(۴) رخوت: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو رخوہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو۔ اور شدیدہ اور متوسطہ کے سوا باقی سب حروف رخوہ ہیں۔ اور متوسطہ کا بیان ابھی آتا ہے۔ اور ہمس اور جہر کی

→ آخر ۱۲ منہ

لہ بالفتح نرم کردن آواز و آواز نرم ۱۲ زینہ

لہ ترجمہ اش این ست پس ترغیب داد اورا شخصیکہ ساکت شد ۱۲ منہ

لہ ترجمہ اش این ست می یابم تراکہ ترش روی کردی ۱۲ منہ

لہ من ضرب ۱۲ زینہ

لہ بالكسر سست شدن کمافی ص ۱۲ زینہ

لہ سہلہ مستر سلہ کمافی ص ۱۲ زینہ

طرح شدت اور رخوت بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اور ان دونوں صفتوں کے درمیان ایک صفت اور ہے۔

توسطاً: جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو متوسط اور بیضیہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ آواز اس میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری جاری ہو۔ ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے لِنْ عُمُرُ۔ اور اس توسط کو الگ صفت نہیں گنا جاتا، کیونکہ اس میں کچھ شدت کچھ رخوت ہے۔ پس یہ ان دونوں سے الگ نہ ہوئی۔ اور اس مقام پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ حرف تاء اور کاف کو مہوسہ میں سے بھی شمار کیا ہے۔ حالانکہ ان میں آواز بند ہو جاتی ہے اور اسی واسطے ان کو شدیدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں ہمس ضعیف ہے اور شدت قوی ہے، سو شدت کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہو جاتی ہے، لیکن کسی قدر ہمس ہونے سے بعد بند ہونے کے کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے۔ مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جائے گی تو کاف و تاء شدیدہ نہ رہیں گے، بلکہ رخوہ ہو جائیں گے اور دوسرے اس میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر غلط ہو جائے گا۔

۱۲ حقیقۃ التجوید

۱۲ فی جہد المقل و اما الشدید المہموس حرفان الکاف والتاء فیشد صوتہما بالکلیۃ بل نفسہا ایضاً لان حقیقۃ الصوت ہی النفس ثم ینفتح مخرجہما ویجری فیہما نفس کثیر مع صوت ضعیف لیحصل الہمس و بہ الشدۃ فی آن والہمس فی زمان آخرو زاد فی "حقیقۃ التجوید" فالہمس فی زمان بعد آن آہ و فیہما و هذا باب یتحیر فیہ الالباب آہ

۱۲ منہ

۱۲ بعض لوگ کاف و تاء میں سانس کے جاری کرنے میں اس قدر مبالغہ و غلو کرتے ہیں کہ صفت شدت زائل ہو کر ہاء ہوز کی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور کاف و تاء مخلوط بالہاء ہو جاتے ہیں۔ اَبْتَرُوْا اَبْتَهْرُ اور ثَقُلْتُ کو ثَقُلْتُ اور ثَمَانًا کو كَهَانًا اور ذِكْرَكَ کو ذِكْهْرُ كَهْنُ پڑھتے ہیں۔ اور یہ سراسر غلط اور بے اصل اور تمام کتب تجوید و قراءت اور اداء متحققین قراء کے خلاف ہے، بلکہ "کتاب النشر" علامہ جزری اور "المنع الفکریہ" ملا علی قاری اور "تحفہ نذریہ" حضرت قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی سے اس کی تردید و تغلیط ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس کی مفصل تحقیق مع جواب شبہات و توجیہ و مطلب عبارت جہد المقل رسالہ ضیاء الشمس فی اداء الہمس مؤلفہ احقر میں مع تصدیق حضرت مولانا تھانوی مدنی و ضمیمہ دیگر

(۵) استعلاء: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مستعلیہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت ہمیشہ جڑ زبان کی اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے حروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے **حُصَّ ضَغَطٌ قِطٌّ**۔

(۶) استفقال: جن حروف میں یہ صفات پائی جائیں ان کو مستقلہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی، جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں۔ مستعلیہ کے سوا باقی سب حروف مستقلہ ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں استعلاء اور استفقال بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۷) اطباق: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مطبقہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے ملصق ہو جاتا ہے۔ یعنی لپٹ جاتا ہے۔ اور ایسے حروف چار ہیں۔ **ض۔ ط۔ ظ۔**

(۸) انفتاح: جن حروف میں یہ صفت ہو ان کو مفتوحہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگ جائے جیسے قاف میں لگ جاتی ہے، خواہ نہ لگے (جہد الحقل مع الشرح) اور مطبقہ کے سوا سب حروف مفتوحہ ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں اطباق و انفتاح بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

→ اساتذہ فہن مذکور ہے فانظر فیہا ان شئت ۱۲ عمر یا من فتح

لے ترجمہ اش این ست کہ در کاژہ تک وقت حرارت متم باش ۱۲ من وخص بالضم و تشدید ماصا خانہ نے کمائی م ۱۲ زینۃ الفرقان

لے بالفتح تک کردن کمائی م۔ فہو مصدر بمعنی اسم مفعول ۱۲ زینۃ الفرقان

لے بالکسرظ امر من القیظ بگر جا تمیم بودن بجائے من ضرب کمائی صراح ۱۲ زینۃ الفرقان

لے نقیض اعتلاء کمافی تاج المصادر واعتلاء بلند شدن وجاء متعد یا ایضاً کمافی ص

وفی شرح الجزریۃ الانخفاض ۱۲ زینۃ

لے بکسر باء و فتح آن کمافی نوادر الوصول و ذکر فی الصراح الثانی فقط و ملصق

بفتح صادو بکسر آن لازم و متعدی آمدہ کمافی اللغۃ ۱۲ زینۃ

(۹) اذلاق: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ اور ایسے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے فَرَّ مِنْ لُبٍّ یعنی ان میں جو حروف شنویہ ہیں وہ ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں۔ شنویہ کا مطلب مخرج ۱۶ میں گزرا ہے، اور جو شنویہ نہیں وہ زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں (درة الفرید للشیخ الدہلوی)۔

(۱۰) اصمات: اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مصمتہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے۔ اور مذلقہ کے سوا سب حروف مصمتہ ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں اذلاق و اصمات بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ان دس صفات کو صفات متضادہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہے۔ جیسا کہ اوپر بتلاتا گیا ہوں۔ آگے جو صفات آتی ہیں وہ غیر متضادہ کہلاتی ہیں۔ اور جاننا چاہیے کہ صفات متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا بلکہ جتنے حروف ہیں ہر حرف پر مقابل والی صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت صادق آئے گی۔ اور صفات غیر متضادہ بعض حروف میں ہوں گی بعض میں نہ ہوں گی اور وہ صفات غیر متضادہ یہ ہیں۔

۱۔ والذلق فی اللعة الطرف ۱۲ مہ

۲۔ مذلقہ اسم المفعول ۱۲ زینہ

۳۔ ذلاقت لغت میں عبارت ہے فصاحت اور نخت کلام سے اور چونکہ یہ حروف سبکی اور سرعت سے ادا ہوتے ہیں اس لیے اس کو مذلقہ کہا جاتا ہے کمانی الصراح وغیرہ ۱۲ زینہ

۴۔ ترجمہ این است گر نخت از نخت ۱۲ مہ

۵۔ فی حنیقۃ الجوید الاصمات لعة المسع مظلماً واصطلاحاً استناع الکلمۃ الراسیۃ والخماسیۃ من غیر حرف من المدلقۃ فالعسجد عجمی اسم للذهب ولس بعربی ۱۲ مہ

۶۔ بفتح میم ثانی کذا فی نوادر الوصول ۱۲ زینہ

۷۔ مصمتہ لغت میں بے جوف چیز کو کہتے ہیں پس لامحالہ وہ نقل ہوگی۔ اور یہ حروف بہ نسبت انقیہ کے نقل ہیں۔ کمانی نوادر الوصول اور باعتبار مضادات مذلقہ یہ قول مناسب ہے ۱۲ زینہ

(۱۱) صَفِير: اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو صَفِير یہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ اُن کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے اور ایسے حروف تین ہیں۔ ص۔ ز۔ س۔

(۱۲) قَلْقَلہ: اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف قَلْقَلہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالت سکون میں ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے، اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبٌ جَدِّہ ہے۔

(۱۳) لَیِّن: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف لَیِّن کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کو مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکے۔ اور ایسے حروف دو ہیں وَاو ساکن، اور یائے ساکن جبکہ ان سے پہلے والے حرف پر فتح یعنی زبر ہو جیسے خَوْفٌ صَبِيفٌ۔

(۱۴) انحراف: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو منحرف کہتے ہیں۔ اور وہ دو حرف ہیں۔ لام اور راء۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت لام میں تو زبان کے کنارہ کی طرف اور راء میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جائے۔ (درة الفرید)

(۱۵) تکمریر: یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اس کے ادا کرنے کے وقت زبان میں ایک رعبشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے، اس لیے اس وقت آواز میں تکمرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مطلب نہیں اس میں تکمرار ظاہر کیا جائے۔ بلکہ اس سے بچنا چاہیے اگرچہ اس پر تشدید بھی ہو، کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے، کئی حرف تو

لے در لغت عبارت ست از جنبش و حرکت کذاتی نو اور الوصول ۱۲ زینہ

۱۵ مجموعہ ان کا اس شعر میں ہے

بَاءٌ وَتَجِمْ وَطَاءٌ وَدَالٌ وَتَافٌ ۞ جب ہوں ساکن قَلْقَلہ کر کے پڑھو ۱۲

۱۵ یعنی مد، بزرگی ۱۲

۱۵ بالکسر زنی ضد خشونت ۱۲ زینہ

نہیں ہیں۔ (درة الفرید ملخصاً)۔

(۱۶) تفسی: بلے یہ صفت صرف شین کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔ (درة الفرید)

(۱۷) استتظالت: بلے یہ صفت صرف ضاد کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں شروع و مخرج سے آخر تک یعنی حاذر زبان کے شروع سے حاذر زبان کے آخر تک آواز کو امتداد دیتا ہے۔ یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے کہ پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔ (جہد المقل)

(فائدہ ۱) اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ سات صفات جو اخیر کی ہیں جن حروف میں یہ صفات نہ ہوں، ان میں ان کی ضد ضرور ہوگی۔ مثلاً ض میں استتظالت ہے تو باقی سب حروف میں عدم استتظالت ہوگی تو یہ دونوں ضد مل کر بھی سب کو شامل ہو گئیں۔ پھر صفات متضادہ وغیرہ متضادہ میں کیا فرق رہا؟

جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے مگر صفات متضادہ میں ہر صفت کی ضد کا کچھ نہ کچھ نام بھی تھا۔ اور ان دونوں ناموں میں سے ہر حرف پر کوئی نہ کوئی نام صادق آتا تھا۔ اور چونکہ یہاں ضد کا نام نہیں، اس لیے اس ضد کے صادق آنے کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ دونوں صفات میں یہ فرق ہوا۔

(فائدہ ۲) محض مخارج و صفات حروف کو دیکھ کر اپنے ادا کے صحیح ہونے کا یقین نہ کر بیٹھے۔ اس میں ماہر مشاق استاد کی ضرورت ہے۔ البتہ جب تک ایسا استاد میسر نہ ہو تو بالکل کورا ہونے سے کتاوں جی سے کام چلانا غنیمت ہے۔

(فائدہ ۳) اس لمحہ کے شروع میں صفت لازمہ ذاتیہ کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے۔ یہ حرف نہ رہنا کئی طرح ہے۔ ایک یہ کہ دوسرا حرف ہو جائے، دوسرے یہ کہ رہے تو وہی مگر اس میں کچھ کمی اور نقصان آجائے۔ تیسرے یہ کہ وہ کوئی عربی حرف نہ رہے بلکہ کوئی حرف مخرع ہو جائے۔ اور یہی حال ہے صحیح مخارج

سے نہ نکالنے کا کہ کبھی دوسرا حرف ہو جاتا ہے، کبھی اس حرف میں کچھ کمی ہو جاتی ہے، کبھی بالکل ہی حرف مختصر بن جاتا ہے۔ چونکہ ایسی غلطی سے بعض دفعہ نماز جاتی رہتی ہے اس لیے اگر ایسی غلطی ہو جائے تو خاص اس موقع سے اطلاع دے کر کسی معتبر عالم سے مسئلہ پوچھ لینا ضروری ہے۔ اسی طرح ربر زیر یا گھٹاؤ بڑھاؤ کی غلطیوں کا یہی حکم ہے جس کی مثالیں دوسرے لمحہ میں مذکور ہیں، ان کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔

(فائدہ ۴): حروف کے مخارج اور صفات لازمہ میں کوتاہی ہوئے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں، فن تجوید کا اصلی مقصد ان ہی غلطیوں سے بچنا ہے۔ اسی واسطے مخارج اور صفات کا بیان سب قاعدوں سے مقدم کیا گیا ہے۔ اب آگے جو صفات محسنہ کے متعلق قاعدے آئیں گے وہ اس مقصود مذکور سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن اب عام طور سے ان دوسرے درجہ کے قاعدوں کی رعایت اس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان قاعدوں سے نغمہ خوشنما ہو جاتا ہے، اور لوگ نغمہ ہی کا زیادہ خیال کرتے ہیں، اور مخارج و صفات لازمہ کو نغمہ میں کوئی دخل نہیں، اس لیے اس کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔

(فائدہ ۵): جس طرح یہ بے پروائی کی بات ہے کہ تجوید میں کوشش نہ کرے اسی طرح یہ بھی زیادتی ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یاد کر کے اپنے کو کامل سمجھنے لگے، اور دوسروں کو حقیر، اور ان کی نماز کو فاسد جاننے لگے یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے۔ محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گنہگار ہونے کا اور ان کی نماز کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا ان علماء کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر نظر رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے لمحہ میں دیکھ لو۔

چھٹا لمحہ

صفات محسنہ محلیہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ یہ صفات سب حرفوں میں نہیں ہوتیں۔ صرف آٹھ حروف ہیں جن میں مختلف حالتوں میں مختلف صفات کی رعایت ہوتی ہے۔ وہ حروف یہ ہیں: (۱) ل (۲) د (۳) م ساکن و مشدّد (۴) ن ساکن و مشدّد اور نون ساکن میں تنوین بھی

داخل ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ لکھنے میں نون نہیں ہے مگر پڑھنے میں نون ہے جیسے ب پر اگر دو زبر پڑھو تو ایسا ہوگا جیسے بن پڑھو۔ (۵) جس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے۔ (۶) و ساکن جبکہ اس سے پہلے پیش یا زبر ہو، (۷) ی ساکن جبکہ اس سے پہلے زیر یا زبر ہو۔ (دیکھو لمحہ (۳) مخرج (۱)۔ (۸) ء اور ہمزہ کی حقیقت مخرج اول میں بیان کی گئی ہے۔ پھر دیکھ لو۔ اور ان حرفوں میں جو ایسی صفات ہوتی ہیں ان میں بعض صفات تو خود استاد کے پڑھانے ہی سے ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً الف اور واؤ اور یاء اور ہمزہ کا کہیں ثابت رہنا اور کہیں حذف ہو جانا، صرف ان صفات کو بیان کیا جاتا ہے جو پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آتیں، خود ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا۔ اور غنہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔ اب ان آٹھوں حرفوں کے قاعدے الگ الگ مذکور ہوتے ہیں۔

ساتواں لمحہ

لام کے قاعدوں میں

لفظ اللہ کا جو لام ہے اس سے پہلے اگر زبر یا پیش والا حرف ہو تو اس لام کو پر کر کے پڑھیں گے جیسے ارَادَ اللّٰهُ۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اور اس پر کرنے کو تفخیم کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اس لام کو باریک پڑھیں گے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔ اور لفظ اللہ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جائیں گے جیسے مَا وَلَّهُمْ اٰوْرَ كُفْلًا۔
(تنبیہ): اللّٰهُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو اللّٰهُ میں ہے کیونکہ اس کے اول میں بھی اِنظِ اللّٰهُ ہے۔

آٹھواں لمحہ

راء کے قاعدوں میں

(قاعدہ ۱): اگر راء پر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو تفخیم سے یعنی پُر پڑھیں گے، جیسے

رَبِّكَ رُفَعًا۔ اگر راء پر زیر ہو تو اس کو ترقیق سے یعنی باریک پڑھیں گے، جیسے رِحَال۔
(تنبیہ): راء مشدّد بھی ایک راء ہے، پس خود اس کی حرکت کا اعتبار کر کے اس کو پُر یا
ما یک پڑھیں گے۔ جیسے سِرَّاء کی راء کو پُر پڑھیں گے۔ اور دُرِّي کی راء کو باریک، اور اس
کو اگلے قاعدہ (۲) میں داخل نہ کہیں گے، جیسے بعضے ناواقف اس کو دراء سمجھتے ہیں، پہلی
ساکن اور دوسری متحرک، یہ غلطی ہے۔

(قاعدہ ۲): اور اگر راء ساکن ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو کہ اس پر کیا حرکت
ہے۔ اگر زیر یا پیش ہو تو اس راء کو پُر پڑھیں گے، جیسے بَرَقٌ، يُرْدَقُونَ۔ اور اگر زیر ہے تو
اس راء کو باریک پڑھیں گے جیسے اَنْذِرْهُمْ لیکن ایسی راء کے باریک ہونے کی تیس
شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ یہ کسرہ اصلی ہو عارضی نہ ہو کیونکہ اگر عارضی ہوگا تو پھر یہ
راء باریک نہ ہوگی جیسے اِرْجَعُوا۔ دیکھو راء ساکن بھی ہے اور اس سے پہلے حرف یعنی ہمزہ
بر زیر بھی ہے۔ مگر چونکہ یہ زیر عارضی ہے اس لیے اس راء کو پُر پڑھیں گے لیکن بدون
عربی پڑھے ہوئے اس کی پہچان نہیں ہو سکتی کہ کسرہ یعنی زیر اصلی کہاں ہے اور عارضی
کہاں ہے، جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی پڑھے ہوئے سے پوچھ کر اس قاعدے پر عمل
کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ کسرہ اور یہ راء دونوں ایک کلمہ میں ہوں، اگر دو کلمے میں
ہوں گے تو بھی راء باریک نہ ہوگی جیسے رَبِّ اِرْجَعُونَ، اَمِرٌ اِرْتَابُوا (درۃ النریذ)

لے خواہ راء کا سکون اصلی ہو یا عارضی جیسے دُسُرُ پَرْدَف کریں تو راء کا سکون عارضی ہوگا اور راء پر پڑھی جائے
گی۔ کیونکہ اس کے ماقبل ضمہ ہے ۱۲ قاری سید محمد یامیں

لے لدفع تعذر الابتداء بالسکون ۱۲ منہ

لے لان الاصل فی الراء التفتیح کما ان الاصل فی اللام الترقیق لوالدلیل علیہ نادیه
اهل اللسان لهدہ الحروف کذلک قالہ المؤلف العلام [۱۲ زینت

لے و بعضہم عبر عن هذا الشرط بان نکون الکسرة متصله بالراء و بعضہم کجهد المقل
بان تکون الکسرة متصله بالراء فی کلمة واحدة و بعضہم اکتفی بکون الکسرة غیر
عارضه والکل عبارات عن المعنون ۱۲ منہ

لے و کسرة المم عارض ابضاً لاجتماع الساکنن فنحنم هده الراء لفقد الشرطین هذا
والاول ۱۲

اور اس شرط کا پہچانا بہ نسبت پہلی شرط کے آسان ہے کیونکہ کلموں کا ایک یا دو ہونا اکثر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے، تیسری شرط یہ ہے کہ اس راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو، اگر ایسا ہوگا تو پھر راء کو پڑھیں گے، اور ایسے حرف سات ہیں جن کا بیان پانچویں لحد کی صفت (۵) میں آچکا ہے، جیسے قِرطَاسٍ - اِرْصَادًا - فِرْقِيَّةٌ - لِبَالِمِرْصَادٍ - ان سب میں راء کو پڑھیں گے اور تمام قرآن میں اس قاعدے کے یہی چار لفظ پائے جاتے ہیں، اور ویسے بھی اس کا پہچانا آسان ہے۔

(تنبیہ ۱): تیسری شرط کے موافق لفظ کُلُّ فِرْقِيَّةٍ کی راء میں بھی تخم ہوگی لیکن چونکہ قاف پر بھی زیر ہے اس لیے بعضے قاریوں کے نزدیک اس میں ترقیق ہے، اور دونوں امر جائز ہیں۔

(تنبیہ ۲): تیسری شرط میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہوگا تو اس کو پڑھیں گے تو اسی کلمہ کی قید اس لیے لگائی کہ دوسرے کلمہ میں حروف مستعلیہ کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے، جیسے اَنْذِرُ قَوْمَكَ - فَاَصْبِرُ صَبْرًا اس میں راء کو باریک ہی پڑھیں گے۔

(قاعدہ ۳): اور اگر راء ساکن سے پہلے والے حرف پر حرکت نہ ہو وہ بھی ساکن ہو (اور ایسا حالت وقف میں ہوتا ہے، جیسا ابھی مثالوں میں دیکھو گے) تو پھر اس حرف سے پہلے والے حرف کو دیکھو، اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پڑھو جیسے لَيْلَةُ الْقَدْرِ ط بِكُمُ الْعُسْرُ ط کہ ان میں راء بھی ساکن اور دال اور سین بھی ساکن اور قاف پر زبر اور عین پر پیش ہے۔ اس لیے ان دونوں کلموں کی راء کو پڑھیں گے۔ اور اگر اس پر زیر ہے تو راء کو باریک پڑھو جیسے ذِي الدِّنْجَرِ ط کہ راء بھی ساکن اور کاف بھی ساکن اور ذال پر زیر ہے۔ اس لیے اس راء کو باریک پڑھیں گے۔

لے اور اس وجہ سے راء دو کسروں کے درمیان ہو کر ضعیف ہوگی۔ پس ترقیق جار رکھی گئی کما فی شرح

الجزریہ ۱۲ منہ

مٹے جبکہ وقف بالاسکان یا بالاشام ہو ۱۲ قاری سید محمد یامین عثمانی عنہ

(تنبیہ ۱): لیکن اس راء ساکن سے پہلے جو حرف ساکن ہے اگر یہ حرف ساکن ہی ہو تو پھر ی سے پہلے والے حرف کو مت دیکھو۔ بس راء کو ہر حال میں باریک پڑھو خواہ ی سے پہلے کچھ ہی حرکت ہو، جیسے خَبِيرٌ قَدِيرٌ^ط کہ ان دونوں راء کو باریک ہی پڑھیں گے۔

(تنبیہ ۲): اس قاعدہ (۲) کے موافق لفظ مِصْرٍ اور عَيْنِ الْقِطْرِ پر جب وقف کیا جائے تو راء کو باریک ہونا چاہیے مگر قاریوں نے ان دونوں لفظوں کی راء کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے اور اسی لیے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ خود راء پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جائے پس مِصْرٍ میں تفخیم اولیٰ ہے کہ راء پر زبر ہے اور الْقِطْرِ میں ترقیق اولیٰ ہے کہ راء پر زیر ہے۔

(تنبیہ ۳): اس قاعدہ (۳) کی بنا پر سورہ والفجر میں اِذَا يَسُرُّ^ط پر جب وقف ہو تو اس کی راء مغمم ہو۔ چاہیے۔ لیکن بعض قاریوں نے اس کے باریک پڑھنے کو اولیٰ لکھا ہے۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اس راء کو قاعدہ مذکورہ کے موافق پُر ہی پڑھنا چاہیے۔

(قاعدہ ۴): راء کے بعد ایک جگہ قرآن مجید میں امالہ ہے تو راء کی اس حرکت کو زیر سمجھ کر راء کو باریک پڑھیں اور وہ جگہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرُبَهَا^ط اس راء کو ایسا پڑھیں گے، جیسا لفظ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں۔ امالہ اسی کو کہتے ہیں جس کو فارسی والے یائے مَجْہول کہتے ہیں۔ پس مَجْرُبَهَا کی راء کو باریک پڑھیں گے۔

لے بطریق جرئی ۱۱۲ ابن ضیاء غمی عن۔

لے لان اصلہ بسری فرقفوا الراء لیدل علی الیاء المنحدوفۃ ۱۲ منہ
لے کیونکہ قراء محققین مثل علامہ جرئی و شاطبی اور شارح مقدمۃ الجزرہ و الشاطبیہ و جہد المقل وغیرہ۔ اس کی ترقیق ثابت نہیں ہے۔ بلکہ غیث النفع میں اس کے پُر ہی بلائے جانے کی تصریح ہے۔
حیث قال ومن و... بعیر یاء فحم الرء الخ اور یہی قاعدہ علامہ شاطبی وغیرہ کے موافق ہے ۱۲ محم
یامین غمی عنہ

لے ہومی الاصل مجراھا بالالف فامیلت ۱۲ منہ

لے دراصل یائے مجہول ہوتی نہیں اس لیے کہ یائے مجہول ہونے کے لیے کلمے میں یا مدہ ہونا شرط ہے۔ اور
کہ مجربہا میں الف ہے اس کو یا کی طرف مائل کیا جاتا ہے ۱۱۲ ابن ضیاء غمی عنہ۔

لے ولا یظفر الی انہ فی الاصل الف والراء مفتوحہ وحکم هذه الرء التفخیم ۱۲ منہ

(قاعدہ ۵): جو راء وقف کے سبب ساکن ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس میں قاعدہ (۲) و (۳) کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اور کبھی اس سے پہلے والے حرف کو دیکھ کر اس راء کو باریک یا پُر پڑھنا چاہیے تو اس میں اتنی بات اور سمجھو کہ یہ پہلے والے حرفوں کو دیکھنا اس وقت ہے جبکہ وقف میں اس راء کو بالکل ساکن پڑھا جائے۔ جیسا اکثر وقف کرنے کا نام طریقہ یہی ہے۔ لیکن وقف کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں وہ حرف جس پر وقف کیا ہے بالکل ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر جو حرکت ہو اس کو بھی بہت خفیف سا ادا کیا جاتا ہے اور اس کو روم کہتے ہیں۔ اور یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے۔ اس کا مفصل بیان لمعہ تیرہ (۱۳) میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ سو یہاں یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسی راء پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے تو پھر پہلے والے حرف کو نہ دیکھیں گے، بلکہ خود اس راء پر جو حرکت ہوگی اس کے موافق پُر یا باریک پڑھیں گے، جیسے وَالْفَجْرِ پر اگر اس طرح سے وقف کریں تو راء کو باریک پڑھیں۔ اور مُنْتَصِرٍ پر اگر اس طرح وقف کریں تو راء کو پُر پڑھیں۔^{۱۱۲}

نواں لمعہ

میم ساکن اور مشدود کے قاعدوں میں

(قاعدہ ۱): میم اگر مشدود ہو اس میں غنہ ضروری ہے، اور غنہ کہتے ہیں ناک میں آواز لے جانے کو جیسے لَمَّا اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔
(فائدہ): غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔ اور الف کی مقدار دریاقت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو بند کر لے، یا بند انگلی کو کھول لے، اور یہ محض ایک اندازہ ہے۔ باقی اصل دارو مدار استادِ مشاق سے سننے پر ہے۔

(قاعدہ ۲): میم اگر ساکن ہو تو اس کے بعد دیکھنا چاہیے کیا حرف ہے۔ اگر اس کے بعد بھی میم ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جائیں گی، اور مثل ایک میم مشدود لے۔ کیونکہ راء منونہ میں جب روم کیا جائے گا تو اس کی حرکت میں اتنا ضعف ہوگا کہ صرف قریب والا سنے گا۔

لہذا جیسی حرکت ظاہر ہوگی ویسی ہی راء پڑھی جائے گی ۱۱۲ ابن ضیاء عنی عند

کے اس میں غنہ ہوگا (حقیقۃ التجوید)۔ جیسے اَلْيَكُمُ مَّرْسَلُونَ ط اور اس کو ادغامِ صغیر مشلین کہتے ہیں، اور اگر میم ساکن کے بعد باء ہے تو وہاں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا۔ اور اس اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جائے، اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء کو ادا کیا جائے (جہد المقل) جیسے مَنْ يَعْتَصِمُ بِاللَّهِ، اور اس کو اخفاءِ شفیوی کہتے ہیں۔ اور اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اظہار ہوگا۔ یعنی اپنے مخرج سے بلا غنہ ظاہر کی جائے گی، جیسے اَنْعَمْتَ اور اس کو اظہارِ شفیوی کہتے ہیں۔

(متنبیہ): بعض حفاظ اس اخفاء و اظہار میں باء اور واؤ اور فا کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں۔ اور اس قاعدہ کا نام بوف کا قاعدہ رکھا ہے۔ یعنی بعض تو تینوں میں اخفاء کرتے ہیں۔ اور بعض تینوں میں اظہار کرتے ہیں۔ اور بعض ان حروف کے پاس میم ساکن کو ایک گوندہ حرکت دیتے ہیں، جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ يَمُدُّهُمْ فِيْ۔ یہ سب خلاف قاعدہ ہے، پہلا اور تیسرا قول تو بالکل ہی غلط ہے، اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ (درۃ الفرید)

دسواں لعدہ

نون ساکن اور مشدّد کے قاعدوں میں

چھٹے لعدہ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ تنوین بھی نون ساکن میں داخل ہے۔ وہاں پھر دیکھ لو مگر ان قاعدوں میں نون ساکن کے ساتھ تنوین کا نام بھی آسانی کے لیے دیا جائے گا۔

(قاعدہ ۱): نون اگر مشدّد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے، اور مثل میم مشدّد کے اس کو بھی اس حالت میں حرف غنہ کہیں گے۔ نون لعدہ کا پہلا قاعدہ پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۲): نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں نون کا اظہار کریں گے یعنی ناک میں آواز نہ لے جائیں گے۔ اور غنہ بھی نہ کریں

گے جیسے اَنْعَمْتَ، سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ و غیرہ، اور اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں۔ حروف حلقیہ چھ ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں۔

حرف حلقی چھ سمجھ اے نورِ عین ﴿﴾ ہمزہ ہاء وحاء و خاء و عین و غین چوتھے لمعہ میں مخرج (۱)، (۲)، (۳) کو پھر دیکھ لو۔ اور اظہار کا مطلب نویں لمعہ کے دوسرے قاعدہ میں پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۳): نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے، جن کا مجموعہ یَرْمَلُونَ ہے، تو وہاں ادغام ہوگا۔ یعنی نون اس کے بعد والے حرف سے بدل کر دونوں ایک ہو جائیں گے جیسے مِنْ لَدُنْهُ دیکھو نون کو لام بنا کر دونوں لام کو ایک کر دیا۔ چنانچہ پڑھنے میں صرف لام آتا ہے، اگرچہ لکھنے میں نون بھی باقی ہے۔ مگر ان چھ حرفوں میں اتنا فرق ہے کہ ان میں سے چار حرفوں میں تو غنہ بھی رہتا ہے۔ اور یہ غنہ مثل نون مشدد کے بڑھا کر پڑھا جاتا ہے، ان چاروں کا مجموعہ ہے یَنْمُو ہے جیسے مِنْ یَوْمِینُ - بَرَقٌ یَجْعَلُونَ و غیر ذلک اور اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں۔ اور دو جورہ گئے یعنی ر۔ ل۔ ان میں غنہ نہیں ہوتا جیسے مِنْ لَدُنْهُ مثال اوپر گزری ہے۔ اس میں ناک میں ذرا بھی آواز نہیں جاتی، خالص لام کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور اس کو ادغام بلا غنہ کہتے ہیں۔ اور نویں لمعہ کے قاعدہ (۱)، (۲) میں غنہ و ادغام کے معنی پھر دیکھ لو۔ مگر اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حرف ایک کلمہ میں نہ ہوں ورنہ ادغام نہ کریں گے بلکہ اظہار کریں گے۔ جیسے قِنَوَانٌ. صِنَوَانٌ. بُنِیَانٌ. دُنِیَا۔ اور تمام قرآن میں اس قاعدہ کے یہی چار لفظ پائے گئے ہیں اور ان میں جو اظہار ہوتا ہے اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۴): نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آئے تو اس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخصاء کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مِنْ یَعْدِ. سَمِیعٌ بَصِیْرٌ اور یعنی قرآنوں میں آسانی کے لیے ایسے نون و تنوین کے بعد تھیں ہی میم بھی لکھ دیتے ہیں اس طرح مِنْ یَعْدِ۔ اور اس بدلنے کو انقلاب اور قلب کہتے ہیں۔ اور اس میم کے اخصاء کا

۱۷ ترجمہ اش این ست خراش می کنند آں چند مرداں ۱۲ منہ

۱۸ ترجمہ اش این است نموی یاد آں یک مرداں ۱۲ منہ۔

مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو کہ اخفاء شفوی کا تھا۔ نویں لمحہ کا دوسرا قاعدہ پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۵): نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان تیرہ حرفوں کے سوا جن کا ذکر قاعدہ نمبر (۲)، (۳)، (۴) میں ہو چکا ہے اور کوئی حرف آئے تو وہاں نون اور تنوین کو اخفاء اور غنہ کے ساتھ پڑھیں گے، اور وہ پندرہ (۱۵) حروف یہ ہیں۔ ت۔ ث۔ ج۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ف۔ ق۔ ک۔ اور الف کو اس لئے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن کے بعد نہیں آ سکتا (درۃ الفرید) اور اس اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی (کنارہ زبان اور تالو) سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر اس طرح پڑھیں کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار بلکہ دونوں کی درمیانی حالت ہو۔ یعنی نہ تو اظہار کی طرح اس کے ادا میں زبان کا سراتالو سے لگے، اور نہ ادغام کی طرح بعد والے حرف کے مخرج سے نکلے بلکہ بدون دخل زبان کے اور بدون تشدید کے صرف خیشوم سے غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے۔

لہ حروف اخفاء ان اشعار میں جمع ہیں ان کو یاد کر لو۔

پندرہ حرفوں میں تم اخفاء کرو ﴿ مجھ سے سن لو ان کی تم تفصیل کو
تاء ثاء جیم و دال و ذال و زاء ﴿ سین و شین و صاد و ضاد و طاء و ظاء
فاء قاف و کاف ہیں یہ پندرہ ﴿ اس کو اخفاء حقیقی ہے لکھا

(محمد عبداللہ)

لہ فی حقیقۃ التجوید فالأخفاء حال بین الاظہار والادغام لا تشدید فیہ لانہ لیس فیہ ادغام کلی ولا جزئی وانما هو ان لا تظهر النون الساکنه عند هذه الحروف والفرق بین المخفی والمدغم ان المخفی مخفف فی الرسم والتلفظ ومخرجه من الخیشوم ومخرج المدغم من المدغم فیہ الی آخر ما قال ص ۲۲۰۔ منہ۔ قوله کلی ولا جزئی اہ یعنی لیس فیہ الادغام التام والناقص ۱۲ محمد یامین

لہ پس جو لوگ نون مخفی کے ادا کرنے میں زبان کی نوک کو تالو سے لگاتے ہیں ان سے اخفاء ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اخفاء کی جگہ اظہار کو اس کی مقدار معینہ سے بڑھا ہوا ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اس کے بعد والے حرف کے مخرج سے نکالتے ہیں ان سے بھی اخفاء ادا نہیں ہوتا بلکہ وہ اخفاء کی جگہ ادغام مع الغنہ یعنی ادغام تاقص کرتے ہیں۔ فاقیم دتال ۱۲ محمد یامین غفرلہ

اور جب تک اخفاء کی مشق کسی ماہر استاد سے میسر نہ ہو اس وقت تک صرف غنہ ہی کے ساتھ پڑھتا رہے کہ دونوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں۔ اَنْذَرْتَهُمْ قَوْمًا۔ ظَلَمُوا وغیرہ۔ مگر پھر بھی آسانی کے لئے اس اخفاء کی ایک دو مثالیں اپنی بول چال کے لفظوں میں بتلائے دیتا ہوں کہ کچھ تو سمجھ میں آجائے۔ وہ مثالیں یہ ہیں۔ کنواں، کنول، منہ، اونٹ، بانس، سینگ، دیکھو ان لفظوں میں نون نہ تو اپنے مخرج سے نکلا اور نہ بعد والے حرف میں ادغام ہو گیا۔ اس نون کے اخفاء کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔ اور نون کے اظہار کو جس کا بیان قاعدہ (۲) میں ہوا ہے اظہار حلقی کہتے ہیں۔ اور جس کا بیان قاعدہ (۳) میں ہوا ہے اظہار مطلق کہتے ہیں۔ جس طرح میم کے اخفاء و اظہار کو شفوی کہتے تھے جس کا بیان نویں لمعہ قاعدہ (۲) میں گزرا ہے۔

گیارہواں لمعہ

الف اور واؤ اور یاء کے قاعدوں میں

جبکہ یہ ساکن ہوں اور الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو اور یاء ساکن سے پہلے زیر ہو۔ اور اس حالت میں ان کا نام مدہ ہے، دیکھو لمعہ (۳) مخرج (۱) اور کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی حروف مدہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ کھڑا زبر الف مدہ کی آواز دیتا ہے اور کھڑی زیر یا مدہ کی اور الٹا پیش واؤ مدہ کی۔ اب ان قواعد کے بیان میں ہم فقط لفظ مدہ لکھیں گے۔ ہر جگہ اتنے لمبے نام کون لکھے۔

(قاعدہ ۱): اگر حروف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حروف مدہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں تو وہاں اس مدہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور اس بڑھا کر پڑھنے کو مدہ کہتے ہیں جیسے سَوَاءٌ۔ سَوَاءٌ۔ سَبِيْنَةٌ۔ اس کا نام متصل ہے۔ اور اس کو مدہ واجبہ بھی کہتے ہیں۔ اور مقدار اس کی تین الف یا چار الف ہے۔ اور الف کے اندازہ کرنے کا طریقہ نویں لمعہ کے قاعدہ (۱) کے فائدہ میں لکھا گیا ہے۔ پس اس طریقہ کے موافق تین یا چار انگلیوں کو آگے پیچھے بند کر لینے سے یہ اندازہ حاصل ہو جائے گا۔ مگر یہ مقدار اس مقدار کے علاوہ

لے نسبی بالواجب لان کل اللامۃ یوجبہ ۱۲ محمد یابین علی عنہ

ہے جو حروف مدہ کی اصلی مقدار ہے۔ مثلاً جَاءَ میں اگر مد نہ ہوتا تو آخر الف کی بھی تو کچھ مقدار ہے۔ لہٰذا سوا اس مقدار کے علاوہ مد کرنے کی مقدار ہے ہوگی۔

(قاعدہ ۲): اگر حروف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور وہ ہمزہ ایک کلمہ میں نہ ہوں، بلکہ ایک کلمہ کے اخیر میں تو حرف مدہ ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو، وہاں بھی اس مدہ کو بڑھا کر یعنی مد کے ساتھ پڑھیں گے، جیسے اِنَّا اَعْطَيْنَا الَّذِي اَطَعَهُمْ۔ قَالُوا اٰمَنَّا۔ مگر یہ مد اس وقت ہوگا جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں۔ اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہیں پڑھیں گے۔ اس مد کو مد منفصلہ اور مد جائزہ بھی کہتے ہیں اور اس کی مقدار بھی تین یا چار الف ہے۔ جیسے متصل کی تھی۔ ان دونوں کی الگ الگ کسی کو پہچان نہ ہو تو فکر نہ کریں، کیونکہ دونوں ایک ہی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

(قاعدہ ۳): اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہوا ہو جیسے اَلنَّاسِ اس میں اول حرف ہمزہ ہے۔ دوسرا حرف الف ہے اور وہ مدہ ہے اور تیسرا حرف لام ساکن ہے، اور اس کا ساکن ہونا ظاہر ہے کہ وقف کے سبب سے نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر وقف نہ کریں تب بھی ساکن ہی پڑھیں گے تو ایسے مدہ پر بھی مد ہوتا ہے۔ اور اس کا نام مد لازم ہے۔ اور اس کی مقدار تین الف ہے۔ اور ایسے مد کو کلمی مخفف کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۴): اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدود ہو جیسے ضَالِّينَ اس میں الف تو مدہ ہے اور اس کے بعد لام پر تشدید ہے۔ اس مدہ پر بھی مد ہوتا ہے، اور اس کا نام بھی مد لازم ہے اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے۔ اور ایسے مد کو کلمی مشغل کہتے ہیں۔

۱۲۔ ایک زبر کو دگنا کرنے سے الف ہو جاتا ہے۔ جیسے قُلْ سے قَالْ پس الف کی مقدار ایک زبر کی دگنی ہے ۱۲

ابن ضیاء غنی عنہ

۱۱۔ مثلاً چار الف والی مقدار میں ایک الف اصلی اور تین فرعی ہیں ۱۱۲ ابن ضیاء

۱۳۔ مد منفصل کی پہچان یہ ہے کہ حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہر جگہ الف کی صورت میں مرسوم ہوگا۔ بجز طو لاء کے ۱۳

ابن ضیاء ۱۱۔ تسمی بالجار لان بعض الائمة لا یوجبہ ۱۲

۱۴۔ یہ مقدار تو سطر کی ہے متصل اور منفصل میں نہ طول ہے نہ قصر ۱۱۲ ابن ضیاء

(قاعدہ ۵): بعض سورتوں کے اول میں جو بعض حروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں جیسے سورہ بقرہ کے شروع میں المر۔ (الف لام میم)۔ ان کو حروف مقطعہ کہتے ہیں۔ ان میں ایک تو خود الف ہے۔ اس کے متعلق تو یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور اس کے سوا جو اور حروف رہ گئے تو وہ دو طرح کے ہیں، ایک تو وہ جن میں تین حرف ہیں جیسے لام۔ میم۔ قاف۔ نون۔ اور ایک وہ جن میں دو حرف ہیں جیسے ط۔ ہ۔ جن میں دو حرف ہیں ان کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور جن میں تین حرف ہیں ان پر مد ہوتا ہے۔ اس کو بھی مد لازم کہتے ہیں۔ اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے۔ اور ایسے مد کو مد حرنی کہتے ہیں۔ پھر ان میں سے جن حروف مقطعہ کے اخیر حرف پر پڑھنے کے وقت تشدید ہے ان کے مد کو مد حرنی مشقل کہتے ہیں۔ جیسے الم میں لام کو جب میم کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس کے اخیر میں تشدید پیدا ہوتی ہے۔ اور جن میں تشدید نہیں ہے ان کے مد کو مد حرنی مخفف کہتے ہیں جیسے الم میں میم کے اخیر میں تشدید نہیں ہے۔

(تنبیہ ۱): تین حرنی مقطعات میں جن میں مد پڑھنا بتلایا گیا ہے، اکثر میں تینچ کا حرف مدہ ہی ہے جس کے بعد کہیں تو حرف ساکن ہے، جیسے میم میں ی مدہ ہے۔ اور اس کے بعد میم ساکن ہے، اور کہیں حرف مشدو ہے جیسے لام میں الف مدہ ہے۔ اور اس کے بعد میم مشدو ہے۔ اور مدہ پر ایسے مواقع میں ہمیشہ مد ہوتا ہی ہے۔ تو ان میں تو مد ہونا عام قاعدہ کے موافق ہے۔ البتہ جن تین حرنی مقطعات میں تینچ کا حرف مدہ نہیں ہے جیسے کھبب حص میں ع ہے وہاں مد ہونا اس عام قاعدے کے موافق نہیں ہے۔ اور اسی واسطے اگر مد نہ کریں تب بھی درست ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مد کریں اور اس کو مد لازم لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ۲): جو حروف مقطعات اخیر میں ہیں ان پر مد اس وقت ہے جب اس پر وقف کریں اور اگر مابعد سے ملا کر پڑھیں تو پھر مد کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں، جیسے سورہ آل لہ ایسے مواقع پر قرآن مجید میں سب جگہ لام میم کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے پس یہ قید واقعی ہے نہ کہ احترازی ۱۲

محمد یامین

۱۲ جبکہ سکون لازم کے بعد پھر کوئی ساکن حرف آنے سے پہلا حرف ساکن متحرک ہو جائے ورنہ مابعد حرکت

ہوتے ہوئے وصل میں بھی مد کرنا ضروری ہے ۱۱۲: ابن ضیاء ۱۲

عمران میں اَلْم کے میم کو اگر اللہ سے ملا کر پڑھیں تو مد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔
 (قاعدہ ۶): اگر حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی نہ ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو (اور یہ ساکن مقابل ہے اس ساکن کا جو قاعدہ (۳) کے شروع میں مذکور ہوا ہے) تو اس مدہ پر مد کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی درست ہے لیکن کرنا بہتر ہے جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱﴾ پر اور اس کو مدوقی اور مد عارض بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مد تین الف کے برابر ہے اور اس کو طول بھی کہتے ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ دو الف کے برابر مد کریں، اور اس کو توسط کہتے ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بالکل مد نہ کریں۔ یعنی ایک ہی الف کے برابر پڑھیں کہ اس سے کم میں حرف ہی نہ رہے گا (آگے تنبیہ سوم دیکھو) اس کو قصر کہتے ہیں، اور اس میں افضل طول ہے پھر توسط پھر قصر۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طریقہ اختیار کرو ختم تلاوت تک اسی کے موافق کرتے چلے جاؤ۔ ایسا نہ کرو کہ کہیں طول کہیں قصر کہ یہ بد نما ہے۔ اور یہ مد بھی مد جائز کی ایک قسم ہے۔ اور جہاں خود حرف مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد نہیں ہوتا جیسے بعض لوگ غَفُورًا مَشْكُورًا ط پر وقف کر کے مد کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

(تنبیہ ۱): مد عارض جس طرح حرف مدہ پر جائز ہے اسی طرح حروف لین پر بھی جائز ہے۔ یعنی واؤ ساکن جس سے پہلے زبر ہو اور یاء ساکن جس سے پہلے زبر ہو (دیکھو لمحہ (۵) صفت (۱۳) جیسے وَالصَّيْفِ پر یامین خوف پر وقف کریں۔ اور جس طرح مد یعنی طول جائز ہے اسی طرح توسط اور قصر بھی۔ مگر اس میں افضل قصر ہے۔ پھر توسط پھر طول، اور اس مد کو مد عارض لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ۲): حرف لین کے متعلق ایک قاعدہ لمحہ (۱۱) قاعدہ (۵) تنبیہ (۱) میں بھی گزرا ہے دیکھ لو۔ کیونکہ وہاں حروف مقطعہ میں سے جو عین لہ ہے اس کی یاء حرف لین ہے۔ (تنبیہ ۳): یہاں تک جتنی قسمیں مد کی مذکور ہوئیں یہ سب مد فرعی کہلاتی ہیں۔ یعنی چونکہ اصل حرف سے زائد ہیں اور ایک مد اصلی ہے اور اس کو ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں۔ یعنی

لہ مثل حم عسق کا عین اس کو مد لازم لین کہتے ہیں اس میں طول اولی اور قصر ضعیف ہے ۱۱ ابن ضیاء ناروی لہ آبادی

الف اور واؤ اور یاء کی اتنی مقدار کہ اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ حرف ہی نہ رہے، بلکہ زبر یا پیش یا زیر رہ جائے۔ اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

(قاعدہ ۷): یہ قاعدہ حرف مدہ میں سے صرف الف کے متعلق ہے، وہ یہ کہ الف خود باریک پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پڑ ہو یعنی یا تو حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ (۵) صفت (۵) میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پڑ ہو جائے گی یا پُر لام ہو جیسے لفظ اللہ کا لام ہے جب کہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو ان صورتوں میں الف کو بھی موٹا پڑھیں گے۔

اور جاننا چاہئے کہ ان حرفوں کے پڑ ہونے میں بھی تفاوت ہے۔ تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پڑ ہونے میں بھی ہوگا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔ سوسب سے زیادہ تو اسم اللہ کا لام ہے۔ اس کے بعد طاء اس کے بعد صاد اور ضاد، ان کے بعد طاء اس کے بعد قاف، اس کے بعد شین اور خاء، ان کے بعد راء۔ (ہجیۃ التجدید: ص ۲۹)۔

بارہواں لمعہ

ہمزہ کے قاعدوں میں

اس کے بعض قاعدے تو بغیر عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اس لئے صرف دو موقع کے قاعدے لکھ دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اس کی ضرورت ہے۔

(قاعدہ ۱): چوبیسویں سپارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں یہ آیا ہے
ءَاعْجَمِيْ۔ سواس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کر کے پڑھو، اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۲): سورہ حجرات کے دوسرے رکوع میں یہ آیا ہے۔ بِنَسْ اِلِاسْمِ
الْفُسُوْفِ۔ سواس کو اس طرح پڑھو کہ بنس کے سین پر تو زبر پڑھو اور اس کے بعد کے

لے جانا چاہئے کہ واؤ مدہ کا بھی یہی حکم ہے جو یہاں پر الف کا بیان کیا گیا ہے عند صاحب جہد المقل اور یہ بھی معمول پڑا ہے جیسے وَالطُّوْرِ میں واؤ ثانی پڑھی جاتی ہے ۱۲ قاری محمد یامین

لے وفيها "فاذا وقع بعدها (ای الحروف المفخمة) الف فخم الالف لانه تابع لما قبلها بخلاف اختيها فانه اذا وقع بعدها واو ويا فلا يوثر تخميها فيهما" الخ ۱۲

کسی حرف سے نہ ملاؤ پھر لام جو اس کے بعد لکھا ہے اس کو زبردے کر بعد کے سین سے ملا دو۔ پھر میم کو اگلے لام سے ملا دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ الاسمر کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں ان کو بالکل مت پڑھو۔

تیر ہواں لمحہ

وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

اصل فن تجوید تو مخارج اور صفات کی بحث ہے جو بفضلہ تعالیٰ بقدر ضرورت اوپر لکھی گئی۔ باقی اور تین علم اس فن کی تکمیل ہیں۔ علم اوقاف، علم قراءت، علم رسم خط، چنانچہ علم اوقاف کی ایک بحث وقف کرنے کے قواعد ہیں۔

(قاعدہ ۱): جو شخص معنی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہئے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے۔ بلا ضرورت سچ میں نہ ٹھہرے، البتہ اگر سچ میں سانس ٹوٹ جائے تو مجبوری ہے۔ پھر اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہئے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اس سے یا اوپر سے پھر لوٹنا کر اور مابعد سے ملا کر پڑھے۔ اور اس کا سمجھنا کہ اسی کلمہ سے پڑھوں یا اوپر سے بغیر معنی سمجھے ہوئے مشکل ہے۔ جب تک معنی سمجھنے کی لیاقت نہ ہو شبہ کے موقع میں کسی عالم سے پوچھ لے۔ اور ایسی مجبوری کے وقف میں ایک اس کا خیال رہے کہ کلمہ کے سچ میں وقف نہ کرے، بلکہ کلمہ کے ختم پر ٹھہرے۔ اور یہ بھی جان لو کہ وقف کرنا حرکت پر غلط ہے، جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً: کسی شخص کا سانس سورہ بقرہ کے شروع میں بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ کے کاف پر ٹوٹ گیا تو اس وقت کاف کو ساکن کر دینا چاہئے، زبر کے ساتھ وقف نہ کریں۔ اسی طرح بے سانس توڑے وقف نہیں ہوتا۔ جیسا بعض لوگ آیت کے ختم پر ساکن حرف پڑھتے ہیں اور بے سانس توڑے دوسری آیت شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی بے قاعدہ ہے، اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی مجبوری میں جس کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اسی کے موافق وقف کرو، اگرچہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو۔ پڑھنے

لہ والبحاث الاخر اقسام الوقف من الحسن والقبیح والتام وغیرها (جهد المقل) لم

اذکرہ کالباقین لانہ لا یتعلق بالتجوید ۱۲ منہ

کے موافق وقف نہ کریں گے۔ مثلاً اَنَا میں جو الف نون کے بعد ہے وہ ویسے تو پڑھنے میں نہیں آتا، لیکن اگر اس کلمہ پر وقف کیا جائے گا تو پھر اس الف کو بھی پڑھیں گے۔ اور پھر جب اس کلمہ کو لوٹائیں گے تو اس وقت چونکہ مابعد سے ملا کر پڑھیں گے، اس لئے یہ الف نہ پڑھا جائے گا۔ ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو، اس میں بڑے بڑے حافظ بھی غلطی کرتے ہیں۔

(تنبیہ): قاعدہ مذکورہ کے اخیر میں جو لکھا گیا ہے کہ وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے، اس کے موافق ٹھہرو۔ اس قاعدہ سے یہ الفاظ مستثنیٰ ہیں اَوْ يَعْفُوا سوره بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں اور اَنْ تَبُوءَ سوره مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لَتَتْلُوْا سوره رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَنْ نَّدْعُوْا سوره کہف کے دوسرے رکوع میں اور لَيَبُوءُوْا سوره روم کے چوتھے رکوع میں اور لَيَبْلُوْا سوره محمد کے اول رکوع میں اور نَبْلُوْا سوره محمد کے چوتھے رکوع میں اور فَمُودًا پھر جگہ سوره ہود سوره فرقان اور سوره عنکبوت اور سوره نجم میں۔ اور دوسرا قوادریو سوره دہر کے پہلے رکوع میں۔ ان سب الفاظ میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا، نہ وصل میں نہ وقف میں، اور لفظ لِكِنَّمَا خاص سوره کہف میں اور الظَّنُّونَا اور الرَّسُوْلَا اور اَلْسَبِيْلَا یہ تینوں سوره احزاب میں اور سَلَا سِلَا اور پَهْلَا قَوَادِرِوَا یہ دونوں سوره دہر میں اور لفظ اَنَا جہاں کہیں آئے تمام قرآن میں۔ ان تمام لفظوں میں بحالت وصل الف نہیں پڑھا جاتا، لیکن حالت وقف میں الف پڑھا جاتا ہے۔ مگر خاص لفظ سَلَا سِلَا کو حالت وقف میں بغیر الف پڑھنا بھی مروی ہے یعنی سَلَا سِلَا۔

(قاعدہ ۲): جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر وہ ساکن ہے تب تو اس میں کوئی بات بتلانے کی نہیں اور اگر وہ متحرک ہے تو اس پر وقف کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہی جو سب جانتے ہیں کہ اس کو ساکن کر دیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر جو حرکت ہے اس کو بہت خفیف سا ظاہر کیا جائے اس کو زوم کہا جاتا ہے۔ اور اندازہ اس حرکت کا تہائی حصہ ہے۔ اور یہ زبر میں نہیں ہوتا، صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے، جیسے بسم اللہ کے ختم پر

بے تین متحرک حرکات اس لیے کیونکہ جہاں حرکت عارضی ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ مغرب قاعدہ (۵) میں

میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جائے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِينُ کے نون پر ایسا ہی ذرا سا پیش پڑھ دیا جائے اور رَبِّ الْعَلَمِينَ کے نون پر چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔ تیسرا طریقہ یہ کہ اس حرکت کا اشارہ صرف ہونٹوں سے کر دیا جائے یعنی پڑھا بالکل نہ جائے، بلکہ اس حرکت کے ظاہر پڑھنے کے وقت ہونٹ جس طرح بن جاتے ہیں، اسی طرح ہونٹوں کو بنایا جائے اور اس حرف کو بالکل ساکن ہی پڑھا جائے۔ یہ اِشْتَام کہلاتا ہے، اور اس کو پاس والا بھی نہیں سن سکتا، کیونکہ اس میں حرکت زبان سے تو ادا ہوئی نہیں البتہ آنکھوں والا پڑھنے والے کے ہونٹ دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ اس نے اِشْتَام کیا ہے۔ اور اِشْتَام صرف پیش میں ہوتا ہے، زبر زیر میں نہیں ہوتا۔ مثلاً نَسْتَعِينُ کے نون پر پیش ہے۔ اس پیش کو پڑھا تو بالکل نہیں، نون کو بالکل ساکن پڑھا مگر ہونٹوں کو نون ادا کرنے کے وقت ایسا بنا دیا جیسا پیش پڑھنے کے وقت بن جاتے ہیں یعنی ذرا چونچ سی بنا دی۔

(قاعدہ ۳): جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جانتے ہیں۔ مگر حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ ظاہر نہ کیا جائے گا۔

(قاعدہ ۴): تاء جو کہہ کی شکل میں گول لکھی جاتی ہے مگر اس پر نقطے بھی دیئے جاتے ہیں، اگر ایسی تاء پر وقف ہو تو وہاں دو باتوں کا خیال رکھو۔ ایک تو یہ کہ اس کو ہ کے طور پر پڑھو۔ دوسرے یہ کہ وہاں روم اور اِشْتَام مت کرو۔

(قاعدہ ۵): روم اور اِشْتَام حرکت عارضی پر نہیں ہوتا ہے جیسے وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ میں کوئی شخص لَقَدْ پر وقف کرنے لگے تو وال کو ساکن پڑھنا چاہئے اس کے زیر میں روم نہ کریں۔ کیونکہ عارضی ہے روم اور اس کو بھی عربی والے ہی جان سکتے ہیں۔ تم کو جہاں جہاں شبہ ہو کسی عالم سے پوچھ لو۔

(قاعدہ ۶): جس کلمہ پر وقف کرو اگر اس کے اخیر حرف پر تشدید ہو تو روم اور اِشْتَام میں تشدید بدستور باقی رہے گی۔

۱۰ تعلیم الوقف: حضرت قاری عبداللہ صاحب کئی

۱۱ تعلیم الوقف ۱۲ تعلیم الوقف

(قاعدہ ۷): جس کلمہ پر وقف کیا جائے اگر اس کے اخیر حرف پر زبر کی تہوین ہو تو حالت وقف میں اس تہوین کو الف سے بدل دیں گے، جیسے کسی نے **فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً** پر وقف کیا تو اس طرح پڑھیں گے **نِسَاءً**۔

(قاعدہ ۸): جس مدوقی کا بیان گیارہویں لمعہ کے قاعدہ (۶) میں ہوا ہے، اگر روم کے ساتھ وقف کیا جائے تو اس وقت وہ مد نہ ہوگا مثلاً **الرَّحِيمُ يَأْتِسْتَعِينُ** میں اگر پیش یازبر کا ذرا سا حصہ ظاہر کر دیں، تو پھر مد نہ کریں گے۔

چودہواں لمعہ

فوائد متفرقة ضروریہ کے بیان میں

اور گوان میں سے بعض بعض فوائد اوپر بھی معلوم ہو گئے ہیں مگر چونکہ دوسرے مضامین کے ذیل میں بیان ہوئے تھے، شاید خیال نہ رہے۔ اس لئے ان کو پھر لکھ دیا اور زیادہ تر نئے فائدے ہیں۔

(فائدہ ۱): سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں ہے **لِكِنَّا هُوَ اللَّهُ لَعْنَةُ الْكِنَانِ** میں الف لکھا ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا البتہ اگر اس پر کوئی وقف کرے تو اس وقت پڑھا جائے گا۔

(فائدہ ۲): سورہ دہر کے شروع میں **سَلَا سَلَا** یعنی دوسرے لام کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ بھی پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے اور پہلے لام کے بعد جو الف لکھا ہے وہ ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

(فائدہ ۳): اسی سورہ دہر میں وسط کے قریب **قَوَارِيْراً قَوَارِيْراً** اور دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے، سو ان کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا خواہ وقف ہو یا نہ ہو۔ لیکن پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرو تو الف نہیں پڑھا جائے گا۔ اور زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ کو وقف کرتے ہیں، دوسری جگہ نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں پہلی جگہ الف پڑھو دوسری جگہ مت پڑھو۔

(فائدہ ۴): قرآن میں ایک جگہ **إِنَّا هُوَ** ہے یعنی سورہ ہود میں **جُو بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا**

ہے اس کا بیان لحد (۸) قاعدہ (۳) میں دیکھ لو۔

(فائدہ ۵): سورہ تم جحدہ میں ایک تسہیل ہے **ءَ اَعْجَبِي**۔ اس کا بیان بارہویں لحد کے قاعدہ (۱) میں گزرا ہے دیکھ لو۔

(فائدہ ۶): سورہ حجرات میں **بِنَسِ الْاِسْمِ** میں الاسم کا ہمزہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس کے لام کو اس کے سین سے ملا دیتے ہیں۔ اس کا بیان بھی بارہویں لحد کے قاعدہ (۲) میں گزرا ہے۔

(فائدہ ۷): **لَبِنُ بَسَطَتْ** اور **اَحَطَّتْ** اور **مَا فَرَطْتُمْ** اور **مَا فَرَطْتُ** میں ادغام ناتمام ہوتا ہے۔ یعنی طاء کو تاء کے ساتھ ملا کر مشدود کر کے اس طرح پڑھا جائے کہ طاء اپنی صفت استعلاء و اطباق کے ساتھ بدون تقلبہ کے پُر ادا ہو اور تاء باریک ادا ہو۔ اور **اَلْمُ نَخْلُقُكُمْ** میں بہتر یہی ہے کہ پورا ادغام کیا جائے۔ یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جائے، بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدود کر کے پڑھا جائے۔

(فائدہ ۸): **نَ وَالْقَلَمِ** اور **يُسِّ** **وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ** میں نون اور سین کے بعد جو واؤ ہے **يَرْمَلُونَ** کے قاعدہ کے موافق جس کا ذکر دسویں لحد کے قاعدہ (۳) میں آچکا ہے اس واؤ میں ادغام ہونا چاہئے، مگر ادغام نہیں کیا جاتا۔

(فائدہ ۹): سورہ یوسف کے دوسرے رکوع میں ہے **لَا تَأْمَنَّا**۔ اس میں نون پر اشمام کیا کرو۔

(فائدہ ۱۰): قرآن مجید میں کہیں کہیں لکھا ہوا پاؤ گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذرا ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو اور باقی سب قاعدے اس میں وقف کے جاری ہوں گے۔ مثلاً سورہ قیامہ میں ہے **مَنْ رَاقٍ** تو یہ مملون کے موافق **مَنْ** کے نون کا ”را“ میں ادغام ہو جاتا ہے۔ مگر ادغام نہیں ہوا۔ کیونکہ جب سکتے کو بجائے وقف کے سمجھا تو گویا نون اور راء میں اتصال نہیں رہا اس لئے ادغام نہیں ہوا۔ اسی طرح سورہ کہف میں ہے

لے ويجوز الناقص ايضا وهو ان يبقى بعض صفات المدغم ۱۲ منه ۱۳ عند حفص

۱۳ اختیاریہ لانہ سهل علی الاطفال ويجوز الروم ايضا لاتامنا ولا يجوز الادغام المحض ۱۲ منه (۱) کما لا يجوز الاظهار المحض ۱۲ قاری محمد یامین عنی

عَوَجًا ط سکنہ قِيمًا ط تو اگر عَوَجًا پر وقف نہ کریں اور مابعد سے ملا کر پڑھیں تو اخفاء نہیں ہوگا، بلکہ ذر کی تینوں کو الف سے بدل کر سکتے کیا جائے گا۔ اور تمام قرآن شریف میں حفص کی روایت میں کل سکتے چار ہیں۔ ایک سورہ قیامہ میں دوسرا سورہ کہف میں جو کہ مذکور ہوئے تیسرا سورہ یس میں مِینْ مَرْقَدِنَا سکنہ کے الف پر جبکہ مابعد سے ملا کر پڑھا جائے۔ اور چوتھا سورہ مطففین میں کَلَّا بَلْ سکنہ کے لام ساکن پر۔ بس ان کے سوا سورہ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتے نہیں۔

(فائدہ ۱۱): قرآن میں جہاں پیش آئے اس کو واؤ معروف کی سی بودے کر پڑھو۔ اور جہاں زیر آئے اس کو یائے معروف کی سی بودے کر پڑھو۔ ہمارے ملک میں پیش کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ مجہول پیدا ہوتی ہے۔ اور زیر کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دو تو یائے مجہول پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے۔ ایسا مت کرو، بلکہ پیش کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ معروف پیدا ہو اور زیر کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو یائے معروف پیدا ہو، اور زیر اور پیش کے اس طرح ادا ہونے کو ماہر استاد سے سن لو، لکھا ہوا دیکھنے سے سمجھ میں شاید نہ آیا ہو۔

(فائدہ ۱۲): جب واؤ مشدد یا یاء مشدد پر وقف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہئے تاکہ تشدید باقی رہے۔ جیسے عَدُوٌّ اور عَلِيٌّ النَّبِيِّ ط۔

(فائدہ ۱۳): سورہ یوسف میں ہے لِيَكُونَا مِنَ الصَّاغِرِينَ ط اور سورہ اقرآ میں ہے: لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ اِذَا لَنَسْفَعًا اِذَا لَنَسْفَعًا ط پر وقف کرو تو الف سے پڑھو یعنی تینوں مت پڑھو۔

(فائدہ ۱۴): چار لفظ قرآن مجید میں ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس صاد پر چھوٹا سا س بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس کا قاعدہ سمجھ لو۔ ایک تو سورہ بقرہ میں ہے: يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ دوسرا سورہ اعراف میں فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ان دونوں جگہ میں س پڑھو۔ تیسرا

له وان كان خلاف القياس لانها نون خفيفة لكن الوقف يكون تابعا للرسوم ۱۲ وهذه القاعدة اكثرية لا كلية فان ثمودا بالالف اذا وقف عليه لا يكون وقفه تابعا للرسوم ۱۲

سورہ طور میں اَمْ هُمْ الْمُصْطَبِرُونَ اس میں چاہے س پڑھو، چاہے صاد پڑھو۔ چوتھا سورہ غاشیہ میں بِمُصْطَبِرٍ اس میں صاد پڑھو۔

(فائدہ ۱۵): کئی مواقع قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ لکھا ہوا تو ہے لآ اور پڑھا جاتا ہے ل پڑھتے وقت ان کا بہت خیال رکھو۔ ایک سورہ آل عمران میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تُحْشِرُونَ ط دوسرا سورہ توبہ میں وَلَا أَوْصَعُوا تیسرا سورہ نمل میں أَوْلَا أَدْبَحْنَهُ۔ چوتھا سورہ وَالصَّفَاتِ میں لَا إِلَهِيَ إِلَّا الْحَجِيمِ۔ پانچواں سورہ حشر میں لَا أَنْتُمْ أَشْدُّ۔ اسی طرح سورہ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں لکھا ہوا ہے أَفَأَنْتُمْ أَوْفَيْنُ۔ اور چند مقامات میں لکھا ہوا تو ہے مَلَانِهِ اور پڑھا جاتا ہے مَلَانِهِ اور سورہ کہف کے چوتھے رکوع میں لکھا ہوا تو ہے لِشَايِءٍ اور پڑھا جاتا ہے لِشَايِءٍ۔ اور بعض جگہ لکھا ہوا ہے نَبَايِی اور پڑھا جاتا ہے نَبَايِی۔

(تنبیہ): مذکورہ قاعدے اکثر تو وہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور جن میں اختلاف ہے ان میں سے میں نے امام حفصؒ کے قواعد لکھے ہیں جن کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اور انہوں نے قرآن مجید حاصل کیا ہے امام عاصمؒ تابعی سے، اور انہوں نے زر بن حبیشؒ اسدیؒ اور عبداللہ بن حبیب سلمیٰؒ سے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ سے، اور ان سب حضرات نے جناب رسول مقبولؐ سے۔

خاتمہ: چاند کا پورا لمحہ بھی چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی چودھویں لمحہ کے ختم پر سب مضامین پورے ہو گئے۔ اس لئے یہاں پہنچ کر رسالہ کو ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمائے۔ طالب علموں سے خصوصاً بچوں سے خصوصاً قادیسیوں سے رضائے مولیٰ کی دعا کا طالب ہوں۔

اشرف علی عفی عنہ

۱۵ صفر ۱۳۳۲ھ

لہ زر بالکسر و شدت راء و حبیش بالضم و فتح ثانی و سکون ثالث مصغر کما فی

المعنی والتقریب، ۱۲ زینہ